Regd No L 5254

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ: الفضل لاہور
ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

قیمت فی پرچہ ۱؎

یوم: جمعہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۱۴ ہجرت ۱۳۳۳ہش ۔ ۱۴ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۱۵

ہندوستان کو جاپان کے جنگی قیدیوں کی معافی کے انتظامات میں شریک نہیں کیا جاسکتا

صرف صلحنامۂ جاپان کے معاہدہ پر دستخط کرنیوالے ممالک کو ہی معافی دینے کا حق حاصل ہے

کینیڈا کے وزیر دفاع کا بیان

اوٹاوا ۱۳ مئی۔ کینیڈا کے وزیر دفاع نے ایوانِ عام میں اعلان کیا ہے۔ کہ کینیڈا ہندوستان کا یہ دعویٰ تسلیم نہیں کرسکتا۔ کہ جاپان کے جنگی مجرموں کو معافی دینے کی کارروائی میں اسے بھی حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ صرف کینیڈا نے ہی بھارت کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ جن ملکوں نے جاپان کے ساتھ صلح کے معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ اور ان کی توثیق کی تھی۔ ان کا بھی یہی خیال ہے۔ وزیر دفاع نے بتایا۔ کہ معاہدہ کی شرائط کے مطابق جاپان کے جنگی قیدیوں کو معافی دینے کا صرف ان ملکوں کو حق حاصل ہے۔ جنہوں نے صلح کے معاہدہ پر دستخط کئے تھے۔ ان ملکوں کے نام یہ ہیں۔ پاکستان آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ امریکہ۔ کینیڈا برطانیہ۔ فرانس۔ ہالینڈ۔ امریکہ کے محکمہ خارجہ کے افسروں نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ادھر پنڈت نہرو نے آج پارلیمنٹ میں ایک بیان دیا۔ جس میں انہوں نے کہا۔ کہ جاپان کے جنگی قیدیوں کو معافی دینے کے انتظامات میں بھارت کو شریک کرنے کا فیصلہ کلی طور پر یکطرفہ اور غیر منصفانہ ہے۔ اسی طرح جنگی قیدیوں کو معافی دینے والے ملکوں میں پاکستان کو شامل کرنا بھی قطعاً یکطرفہ فیصلہ ہے۔

متروکہ جائیدادوں کے متعلق ہندوستان کے فیصلہ کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان بات چیت کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہی

کراچی ۱۳ مئی۔ معتبر سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہندوستان کے اس فیصلہ کی وجہ سے کہ وہ ہندوستان میں مسلمانوں کی چھوڑی جائیدادوں کا حق ملکیت خود حاصل کرے گی۔ اور ان کے اصل مالکوں کو ان پر کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ دونوں ملکوں کے درمیان بات چیت کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہی۔ ان حلقوں نے بتایا۔ کہ حکومت پاکستان سرکاری طور پر جائیدادوں کے تبادلہ کی تجویز ہرگز قبول نہیں کرے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہندوستان نے اپنے اس فیصلہ کی اطلاع باضابطہ طور پر حکومت پاکستان کو دے دی ہے۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی متروکہ جائیدادوں پر اب تارکین وطن کا کوئی حق نہیں ہے۔

امریکہ اقوام متحدہ کی منظوری کے بعد ہی ہند چینی میں اپنی فوجیں بھیج سکتا ہے

واشنگٹن ۱۳ مئی۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس نے کہا ہے۔ کہ امریکہ صرف اسی صورت میں ہند چینی میں اپنی فوجیں بھیج سکتا ہے۔ جب اقوام متحدہ اس کی منظوری دے دے۔ اس کے علاوہ امریکی فوجیں ہند چینی میں بھیجنے کے لئے مندرجہ ذیل شرطوں کے پورا ہونے کی بھی ضرورت ہوگی کہ کانگرس منظوری دے۔ ہند چینی کی مکمل آزادی کا اعلان کیا جائے۔ اور جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کا ایک دفاعی ادارہ قائم کیا جائے۔

المصری کے مالک کو مصر بھیج دیا جائے

حکومت مصر کی لبنان سے درخواست

قاہرہ ۱۳ مئی۔ مصر نے لبنان سے درخواست کی ہے۔ کہ اخبار المصری کے مالک ابو الفتح محمود کو مصر بھیج دیا جائے۔ کیونکہ وہ مجرم ہیں۔ مسٹر ابو الفتح سوئٹزرلینڈ سے بیروت پہنچے ہیں۔ انہیں پچھلے دنوں انقلابی عدالت نے حکومت کے نظم و نسق میں خرابی ڈالنے کے الزام میں دس سال قید کی سزا دی تھی۔

مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا اجلاس

کراچی ۔ ۱۳ مئی ۔ آج کراچی میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا تین گھنٹہ تک اجلاس ہوا۔ جس میں غور و خوض کے بعد یہ تجویز مسترد کردی گئی۔ کہ موسم گرما میں اسمبلی کا اجلاس کسی سرد مقام پر منعقد ہوا کرے۔ پارلیمانی پارٹی نے پاکستان کا دار الحکومت کراچی سے کسی اور جگہ منتقل کرنے کے مسئلہ پر بھی غور کیا۔ لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ پارٹی کا آئندہ اجلاس ہفتہ کو منعقد ہوگا۔

کاغذ کی نقل و حمل کی تمام پابندیاں ختم

کراچی ۱۳ مئی آج کراچی میں ایک غیر معمولی گزٹ شائع کیا گیا۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ مشرقی بنگال اور مغربی پاکستان کے درمیان اخباری کاغذ کے سوا ہر قسم کا کاغذ لانے اور لے جانے کی تمام پابندیاں ختم کردی گئی ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کا مقدمہ

شہادتیں قلم بند کرلی گئیں

ربوہ ۱۳ مئی۔ مکرم ناظر صاحب امور عامہ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں جو ملزم عبد الحمید کے خلاف دائر ہے۔ شہادتیں جن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اپنا بیان بھی شامل تھا۔ کل بمقام لائلپور عدالت میں قلم بند کی گئیں۔ فیصلہ بعد میں سنایا جائیگا۔

سیئول ۱۳ مئی۔ جنوبی کوریا کے صدر سنگمن ری نے آج سیئول میں کہا۔ کہ وقت آگیا ہے۔ کہ جنیوا کانفرنس میں کوریا کے متعلق کمیونسٹوں سے قیام امن کی بات چیت کی ناکامی کا اعتراف کیا جائے۔ اور کوریا میں دوبارہ جنگ چھیڑ دی جائے۔ آپ نے کہا۔ کمیونسٹوں سے قیام امن کی بات۔

سنگاپور میں بلوے

سنگاپور ۱۳ مئی۔ آج سنگاپور میں نوسو چینی طلباء نے بلوہ کردیا۔ اس لئے نوآبادی میں برطانوی فوج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ جو سپاہی رخصت پر گئے ہوئے تھے انہیں بھی واپس آنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ طلباء نے جبری نیشنل سروس کے خلاف گورنمنٹ ہاؤس کے قریب مظاہرہ کیا۔ جس پر پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا۔ اور چھیالیس طلباء کو گرفتار کرلیا۔ ایک دوسری جگہ سو اور طلباء سے بھی جن میں اکثریت طالبات کی تھی۔ پولیس کی جھڑپ ہوگئی۔ طلباء نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ جس پر پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا۔

شیلانگ ۱۳ مئی۔ شمالی آسام میں زبردست بارشوں کی وجہ سے دریائے برہم پتر میں شدید سیلاب آگیا ہے۔

ہندوستانی آئین کی کئی دفعات مقبوضہ کشمیر میں بھی نافذ کردی جائیں گی

نئی دہلی ۱۳ مئی۔ دہلی کے سرکاری حلقوں نے بتایا ہے۔ کہ کل بھارتی صدر ایک حکم جاری کریں گے۔ جس کی رو سے ہندوستانی آئین کی کئی دفعات مقبوضہ کشمیر میں بھی نافذ کردی جائیں گی۔ حکومت ہندوستان ریاست کے مالی امور کلی طور پر اپنے ہاتھ میں لے لیگی۔ اور وہاں کے باشندوں کو ہندوستان کے باشندوں کے سے حقوق حاصل ہوں گے۔

وزیر اعظم پاکستان کا تار وزیر اعظم مصر کے نام

کراچی ۱۳ مئی۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے مصر کے وزیر اعظم کرنل جمال عبد الناصر کو ایک تار بھیجا ہے۔ جس میں ان نیک تمناؤں کا جواب دیا گیا ہے۔ جس کا اظہار انہوں نے رمضان المبارک کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان کے نام مبارکباد کے ایک تار میں کیا تھا۔

ہندوستان سے کوئلے کی درآمد

کراچی ۱۳ مئی۔ پچھلے مہینہ ہندوستان سے ستر ہزار آٹھ سو ٹن کوئلہ پاکستان میں درآمد کیا گیا۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے الصاف پریس لاہور میں طبع کراکر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا ؛

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

روزوں کا حکم

عن ابی ھریرۃ قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الھلال فقال اذا رایتموہ فصوموا فاذا رایتموہ فافطروا فان اغمی علیکم فعدوا ثلاثین۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی رات کے چاند کا ذکر فرمایا۔ اور کہا جب تم اسے دیکھو۔ تو روزے رکھنے شروع کرو۔ اور جب تم دوسرے مہینے کا چاند دیکھو۔ تو روزے رکھنے ترک کرو۔ اور اگر یہ کسی وجہ سے تم سے پوشیدہ رہے۔ تو تیس کی تعداد پوری کرو ؛

ضروری اعلان برائے مبلغین کرام

حسب سابق امسال بھی ہدایت کی جا چکی ہے۔ کہ مبلغین کرام رمضان المبارک کے ایام میں اپنے اپنے ہیڈ کوارٹرز میں قیام کرکے درس القرآن دیں۔ (سوائے ان مبلغین کے جن کو نظارت کی طرف سے کسی اور مقام پر درس دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے) احباب جماعت کو درس میں شامل ہونے کی تاکید کی جائے۔ رپورٹ کارکردگی باقاعدہ بھجوائی جائے۔ جن میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہو:۔

اول:۔ مقامی احباب جماعت کی کل تعداد کیا ہے۔ دوئم:۔ کتنے احباب درس میں شامل ہوتے ہیں۔ (مرد عورتوں کی تعداد الگ الگ دی جائے) سوئم:۔ عرصہ زیر رپورٹ میں قرآن کریم کے کتنے حصے کا درس دیا گیا؟

(ناظر دعوت و تبلیغ ربوہ)

"تذکرۃ الشہادتین"

جن لوگوں نے اپنی زندگیاں اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیں۔ اور اس راہ میں شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ یہ لوگ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحبؓ اور مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ ایسے ہی وجودوں میں سے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا واقعہ شہادت نہایت لطیف پیرایہ میں اسی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔ ایسے پاکباز لوگوں کے حالات کا پڑھنا ایمان اور اخلاص کی زیادتی کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تُو نے میری زندگی ہی میں اپنے صدق کا نمونہ دکھایا"

یہ کتاب بکڈپو نے شائع کی ہے۔ بڑے سائز کی یکصد صفحہ کی کتاب خوشنما بلاک سے تیار شدہ ٹائیٹل۔ قیمت صرف عہ

(انچارج صیغہ تالیف و تصنیف ربوہ)

سید سلیم جابی صاحب کی وطن کو روانگی

مکرم سید سلیم جابی صاحب مورخہ ۱۲ مئی کی صبح ۸½ بجے پنجاب ایکسپریس پر کراچی کے لئے ربوہ سے روانہ ہو رہے ہیں۔ جہاں سے وہ بذریعہ ہوائی جہاز اپنے وطن کو تین ماہ کے لئے جا رہے ہیں۔ ان کے والد صاحب محترم بیمار ہیں۔ اور شفاخانہ میں زیر علاج ہیں۔ اس ضرورت کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہیں اجازت عطا فرمائی ہے۔ کہ وہ ایام بیماری میں اپنے والد صاحب کی خواہش کے مطابق ان کے پاس رہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ ان کی صحت اور بسلامت واپسی کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعاء

خواجہ عبدالرحمٰن صاحب امرتسری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں وہ چار ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ اور اب ان کی علالت تشویشناک صورت اختیار کر رہی ہے! احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ خاص طور پر رمضان المبارک میں ان کی صحت و شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(جلال الدین شمس)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رمضان میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرو

"اگر خدا چاہتا۔ تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے۔ کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے۔ کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ۔ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے۔ تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہوتا ہے۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔" (الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء)

شہری مجالس کے قائدین حضرات کی توجہ کیلئے

دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے آپ احباب کی خدمت میں خالد کے ان خریداروں کی فہرستیں بھجوائی جا رہی ہیں۔ جو خالد کے بقایا جات کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ دے کر اسکی مالی مشکلات میں اضافہ کا موجب بن رہے ہیں۔ براہ مہربانی آپ اپنی اولین فرصت میں ان بقایا دار احباب کی خدمت میں حاضر ہو کر بقایا جات کی وصولی کرکے ممنون فرمائیں۔ نیز ایسے احباب کی خدمت میں بر بھی درخواست کریں۔ کہ وہ آئندہ سال کا چندہ بطور پیشگی ادا کرکے ادارہ پر احسان فرمائیں۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ضرورت

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تین جے وی اور دو ایس وی اور ایک ڈرائنگ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جے وی کا گریڈ ۵۰-۳-۸۰-لم-۱۰۰ روپے ہوگا۔ اس کے علاوہ دس روپے ماہوار گرانی الاؤنس ملے گا۔ ایس وی کا گریڈ ۶۰-لم-۱۰۰ روپے علاوہ دس روپے ماہوار گرانی الاؤنس ہوگا۔ اور ڈرائنگ ماسٹر کا گریڈ بھی ۶۰-لم-۱۰۰ علاوہ دس روپے ماہوار گرانی الاؤنس ہوگا۔ مندرجہ بالا قابلیتیں رکھنے والے خواہشمند احباب مقامی پریذیڈنٹ یا امیر کی سفارش کے ساتھ درخواستیں بھجوا دیں۔ ریٹائرڈ دوست درخواست بھجوانے کی تکلیف نہ فرماویں۔ کیونکہ محکمہ ایسی تقرری کی اجازت نہیں دیتا۔ سند یافتہ ڈرائنگ ماسٹر کو ابتدائی گریڈ سے حسب قابلیت زیادہ تنخواہ دیئے جانے پر غور ہو سکتا ہے۔ درخواستیں ۲۰ ماہ حال تک پہنچ جانی چاہئیں۔ تا غور کرکے انتخاب کیا جا سکے۔ مصدقہ نقول اسناد بھی ساتھ آنی چاہئیں۔

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

عید فنڈ

عید فنڈ کی مد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے قائم شدہ ہے۔ اس زمانہ میں اس فنڈ میں عیدین کے موقعہ پر ہر ایک کمانے والے سے کم از کم ایک روپیہ فی کس کے حساب سے وصول کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ایک عرصہ سے احباب جماعت اس چندہ کی اہمیت کو نظر انداز کرتے جا رہے ہیں۔ عہدیداران جماعت کو چاہیئے۔ کہ اس فنڈ میں پہلے کی طرح کم از کم ایک روپیہ فی کس ہر کمانے والے سے وصول فرمائیں۔ سوائے غیر مستطیع احباب کے کہ وہ جو کچھ دیں۔ قبول کر لیا جائے۔ اگر یہ چندہ عید سے قبل فطرانہ کے ساتھ وصول کر لیا جائے۔ تو انشاء اللہ خاطر خواہ طریق پر وصول ہو سکتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ فنڈ مرکزی ہے۔ اس لئے اس کی کل رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

(ناظر بیت المال)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

۱۸۵۷ء کے بعد

مولانا سعید احمد صاحب ایم۔ اے فاضل دیوبند نے اپنی کتاب "فہم قرآن" کے آغاز میں اس امر کے متعلق بھی بحث فرمائی ہے۔ کہ کس طرح ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد انگریزوں نے علمائے اسلام کو دبانے کی کوشش کی۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ

"انگریز ہندوستان کو فتح کر چکے تھے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کا جذبہ جہاد ایک شیر کی طرح ہے۔ کہ جب تک وہ کچھار میں پڑا سوتا رہتا ہے کسی چیز کی پروا نہیں کرتا۔ لیکن جب وہ بیدار ہو جاتا ہے۔ تو دنیا کی کوئی طاقت بھی اس کو ترساں و ہراساں نہیں کر سکتی۔ یہی اندیشہ تھا جس نے انگریزوں کو آتش زیر پا کر رکھا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ کوئی ترکیب ایسی چلنی چاہیئے کہ مسلمانوں کے دلوں میں انگریزیت کے خلاف جو جذبہ نفرت بھرا ہوا ہے وہ جاتا رہے۔ لیکن اس راہ میں سب سے بڑی روکاوٹ یہ تھی۔ کہ مسلمان علمائے کرام کے ان پر زیر اثر تھے۔ اور وہ کسی حالت میں بھی انگریزی طہارت کا فتوےٰ دینے کے لئے تیار نہ تھا۔ اب انہیں محسوس ہوا کہ ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ علمائے کرام کا ہی وجود ہے۔ اور یہ ایسی گولیاں کھیلے ہوئے نہیں ہیں کہ آسانی سے کسی کے نقوئی یا زری دام فریب میں آ سکیں اس بناء پر وہ اس فکر میں تھے کہ کس طرح علمائے کرام کا وقار ختم کر دیا جائے۔ اور مسلمانوں کے دل و دماغ پر انہوں نے جو تسلط جما رکھا ہے۔ اس کی گرفت کو ڈھیلا کر دیا جائے

یہ اس فکر میں تھے ہی کہ انہیں سر سید اور ان کے بعض ہم خیال لوگ مل گئے۔ جنہوں نے "تہذیب الاخلاق" کے نام سے ایک رسالہ نکالنا شروع کیا۔ اور اس میں اپنے مذہبی مضامین کے ذریعہ علماء کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ سرے سے مذہب کی بساط ہی الٹ کر رکھ دی۔ آپ سر سید کے مضامین پڑھیئے۔ ان کے ہم خیال شعراء کی نظمیں دیکھئے آپ محسوس کریں گے کہ ان میں کس آزادی کے ساتھ علمائے کرام پر آوازے کسے گئے ہیں کیسی کیسی نادر اور نرالی پھبتیاں ان پر چست کی گئیں ہیں۔ ان لوگوں کو یقین تھا کہ محض سب و شتم سے کام نہیں چلتا۔ اس لئے علماء کے وقار کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے ایک تدبیر اختیار کی۔ جو شاید پہلی سے زیادہ کامیاب رہی۔ ایک طرف تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ "الدین یسر" دین تو آسان ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی سہولت و آسانی کے مطابق سمجھ سکتا اور اس پر عمل کر سکتا ہے۔ اور دوسری طرف انہوں نے کہا کہ حضور خود فرما گئے ہیں انتم اعلم بامور دنیاکم تم اپنی دنیا کی باتوں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ پھر کبھی انہوں نے اعلان کیا کہ دین ہے ایسا کونسا پیچیدہ معمہ جس کے حل کرنے کے لئے ابو حنیفہ یا کسی غزالی و رازی کا دماغ و جانسوزی درکار ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود فرما گئے ہیں۔ من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ جس کسی نے لا الٰہ کہہ دیا جنت میں داخل ہو گیا۔ یہ جتنی باتیں کہی گئی ہیں الفاظ کی حد تک سب درست تھیں۔ لیکن ان الفاظ کے قالب پر معانی کا جو جامہ چڑھایا گیا اسلامی تخیل کے نقش سے بالکل معرا اور سادہ تھا۔ اور اس پر جگہ جگہ اغراض فاسدہ کے سیاہ دھبے پڑے ہوئے تھے۔ اس طرح کی باتیں کہہ کہہ کر مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی۔ کہ دین اور قرآن کوئی مشکل چیز نہیں ہے۔ ہر شخص خواہ عربی کا عالم ہو یا نہ ہو اسے سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کے احکام معلوم کر سکتا ہے۔ اس لئے علما کا جو وصف امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ وہ ایک بے بنیاد چیز ہے۔ انگریز اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو علمائے اسلام کی ایک جماعت حقہ سے نفرت دلا کر کس اطمینان خاطر کے ساتھ ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے۔"

(تسلیم و تعلیم مئی ۱۹۵۳ء ص ۳)

مولانا نے جو کچھ انگریزوں کی خواہش کے متعلق فرمایا وہ بالکل درست ہے۔ اور ہم یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ سر سید مرحوم نے جو بعض مذہبی عقائد کو مغربی نیچری فلسفہ کے پیمانے سے ناپنے کی کوشش کی صحیح نہیں تھی۔ مگر جن حالات میں سر سید مرحوم نے مسلمانوں کی راہ نمائی کی اور جس قابلیت سے کی اس کا اعتراف نہ کرنا ناشکری ہے۔ اگر اس وقت سر سید مرحوم بھی مسلمانوں کو بچانے کے لئے کھڑے نہ ہوتے تو انگریز یقیناً اپنی خواہشات کی تکمیل اس کامیابی سے کرتے کہ آج برصغیر ہند میں علمائے اسلام تو کیا اسلام کا نام لینے والا بھی کوئی متنفس نہ ہوتا الا ماشاء اللّٰہ

مولانا نے اس وقت کے علمائے اسلام کے مقابلہ میں سر سید مرحوم کے کام کو اسلام کے لئے نقصان دہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ لیکن اگر آپ غور فرمائیے تو خود ان کا وجود اور ان کا ایم۔ اے اور فاضل دیوبند ہونا بھی صرف اسی لئے ممکن ہوا ہے کہ سر سید مرحوم اور ان کے ساتھیوں نے مسلمانوں میں جدید حالات کے مطابق ایک بیداری پیدا کر دی۔ مگر علمائے کرام ان پر کفر کے فتاوے لگانے کے شغل میں ہی مصروف رہے۔

یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایسے حالات میں جبکہ بقول خود مولانا انگریز ہندوستان کو فتح کر چکے تھے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی یہاں فوجی قوت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کا جو علمائے اسلام کے زیر اثر تھے تعصب اور جذبہ جہاد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کس طرح مفید ہو سکتا تھا۔ خاصکر جبکہ یہاں اکثریت ایسے غیر مسلموں کی بھی موجود تھی۔ جن کے دلوں میں ہزاروں سالوں کے بعد حب وطن اور آزادی کے جذبات مسلمانوں کے خلاف انتقام اور تعصب کی حد تک بیدار ہو رہے تھے

ہم علمائے اسلام کی تحقیر نہیں کرنا چاہتے بے شک علم اسلام میں نہایت ضروری چیز ہے۔ بلکہ اسلام ہے ہی ایک علمی دین۔ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک مدت سے اکثر علمائے اسلام بجائے اسلام کے لئے مفید ہونے کے اس کے راستہ میں روڑے بن کر اٹکے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اسلام کو اپنی ملکیت بنا رکھا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ انہوں نے اسلام کے متعلق غلط نظریات قائم کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ان کے عقائد کے سوا جو کچھ ہے وہ غیر اسلامی نہیں بلکہ اس قابل ہے کہ اس کو طاقت سے ملیا میٹ کر دیا جائے۔ اس طرح اکثر علمائے اسلام کہلانے والے بجائے مسلمانوں کی صحیح راہ نمائی کرنے کے ملت میں باعث فتنہ و فساد بنے ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کی ذہنیت کو بگاڑنے اور ملت کو پارہ پارہ کرنے کا کام سر انجام دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اب مسلمانوں کا فہیم طبقہ پکار اٹھا ہے۔ کہ ان لوگوں کی اسلام پر اجارہ داری ختم ہونی چاہیئے۔ اور تمام مسلمانوں کو براہ راست صحیح اسلام سمجھنے کا موقعہ حاصل ہونا چاہیئے۔ پھر یہ ضروری نہیں کہ علماء نہ ہی سمجھے جائیں۔ جو پرانے مدرسوں اور مکتبوں کے تعلیم یافتہ ہوں۔ ایک آدمی مکتبوں کے بغیر بھی علم حاصل کر سکتا ہے۔ اور جدید طرز پر تعلیم حاصل کرتے ہوئے بھی علوم اسلامیہ پر عبور رکھ سکتا ہے

اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے جو بعض علماء کہلانے والوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ کہ ایک طرف تو اس امر پر زور دیا جاتا ہے۔ کہ علمائے اسلام ہی قرآن و سنت کو صحیح سمجھ سکتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان پڑھ لوگوں کی اکثریت کی دھمکی دی جاتی ہے۔ دونوں میں سے ایک بات اختیار کر لینی چاہیئے۔ یا تو یہ کہ علمائے اسلام ہی قرآن و سنت کو سمجھ سکتے ہیں۔ اور یا یہ کہ عوام کی رائے قرآن و سنت پر بھی غالب ہے ؛

جامعہ نصرت ربوہ میں داخلہ

الحمد للّٰہ تین سال سے ربوہ میں زنانہ کالج قائم ہے۔ جس میں علاوہ مروجہ اعلےٰ تعلیم کے دینیات کی اعلےٰ تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ عنقریب میٹرک کے نتائج نکلنے والے ہیں۔ میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے ٹھیک دس دن کے بعد کالج میں داخلہ شروع ہو جائے گا۔ اور دس دن تک جاری رہے گا۔ کالج کے ساتھ ہوسٹل کا بھی انتظام ہے۔ پراسپکٹس و فارم داخلہ پرنسپل جامعہ نصرت کو لکھ کر منگوائے جا سکتے ہیں

احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنی بچیوں کو مرکز میں تعلیم دلوائیں۔ تاکہ وہ موجودہ فیشن پرستی کی لعنت سے بچیں اور مرکز کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور حدیث کی تعلیم بھی حاصل کریں خدا تعالےٰ کے فضل سے پہلے سال ہی کالج کا سالانہ یونیورسٹی نتیجہ بہت شاندار رہا تھا۔ اور امید ہے کہ اس دفعہ پہلے سے بھی اچھا رہے گا۔ گزشتہ سال سے بی۔ اے کلاسز بھی شروع کر دی گئی ہیں۔ تھرڈ ایر کا داخلہ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ماہ ستمبر میں ہو گا۔ کالج میں آرٹس کے قریباً تمام مضامین پڑھانے کا انتظام ہے ؛ ڈائریکٹریس جامعہ نصرت

مسئلہ وفات مسیح کی اہمیت

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور مسیح کی آمدِ ثانی کا تصوّر

محمد شفیع اشرف

سنّت الٰہی

مادی دنیا پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر تنگی کے بعد فراخی اور ہر عسر کے بعد یسر ضرور ہوتا ہے۔ یہی اصل روحانی دنیا میں بھی کارفرما ہے۔ جب کبھی انسانی قلوب ناپاک اور گندے ہو جاتے ہیں۔ ظلمت اور بے دینی بڑھ جاتی ہے۔ معائب اور مفاسد اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ گناہ اور بدیوں کے تاریک بادل دنیا پر چھا جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے اس رحم کے تقاضے سے جو اسے اپنی مخلوق پر ہوتا ہے ان کی ہدایت اور اصلاح کے لئے اپنی طرف سے اپنے کسی خاص برگزیدہ بندے کو اپنی تائیدات اور تازہ نشانات کے ساتھ مبعوث فرماتا ہے اور روحانیت اور نور کا ایک روشن سورج طلوع کر دیتا ہے جس کی نورپاش کرنوں سے ظلمت و گناہ کے بادل یکدم کافور ہو جاتے ہیں۔ اور بے دینی و گمراہی کی تاریکیاں فی الفور چھٹ جاتی ہیں۔ بنی نوع انسان پھر راہِ راست پر آ جاتے ہیں۔ اور اس فرستادہ خدا کے انفاس قدسیہ کی برکت سے عرفان الٰہی اور معرفت خداوندی کے نور کو اپنے سینوں میں بھر کر خود بھی مشعل ہدایت اور شمع روحانیت کا کام دینے لگتے ہیں

سلسلۂ رسالت

حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسےٰ علیہم السلام اسی ضرورت اور اسی غرض کے لئے مختلف زمانوں میں اہل دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اپنے اپنے زمانہ۔ وقت ضرورت اور احوال کے مطابق اللہ تعالےٰ کے ان فرستادوں نے اپنے اپنے فرائض کو نبھایا۔ اور خلق خدا کو صحیح اور مستقیم راستے پر گامزن کیا۔ اور ان کے دلوں کے گند کو دھو کر ایک صاف شفاف آئینہ کی مانند بنا دیا جس میں اللہ تعالےٰ کی تجلی کا عکس نظر آ سکتا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور

ان سب کے آخر میں جبکہ انسانی ذہن اپنی بلوغت کو پہنچ گیا ساری دنیا ایک خاندان ایک قبیلہ کے حکم میں ہو گئی۔ معائب اور مفاسد نے انسانی معاشرہ میں عالمگیر صورت اختیار کر لی۔ اور کسی ایک خاص قوم اور کسی ایک خاص ملک میں یہ حالت نہ ہوئی۔ بلکہ تمام دنیا اس کی لپیٹ میں آ گئی تو اللہ تعالےٰ نے ان سب خرابیوں کو دور کرنے کے لئے سب قوموں اور سب جہانوں کے واسطے سب سے بڑے اور سب سے کامل نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور قرآن شریف جیسی کامل اور مکمل اور ہمہ گیر کتاب عطا کی۔ اور یوں اللہ تعالےٰ نے تمام دنیا کی تمام قوموں کے لئے ایک کامل رسول اور ایک کامل کتاب بھیجکر سلسلہ رسالت اور سلسلہ کتب کو معراج پر پہنچا دیا۔

اسلام میں خلفاء کا وعدہ

چونکہ اب اس سلسلے کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھنا اللہ تعالےٰ کی خاص منشاء اور مرضی کے مطابق تھا لہٰذا اس نے یہ وعدہ فرمایا کہ وہ اس سلسلہ کی حفاظت اور اس کی تعلیمات کی اشاعت کے لئے اور اس کے غلبہ اور شوکت کی خاطر اہل جہان کو اپنے تازہ بتازہ نشانات اور ایمان افروز تائیدات دکھلانے کی غرض سے ایسے انسانوں کو وقتاً فوقتاً مبعوث کرتا رہے گا۔ جو اس دین اور اس تعلیم کی تجدید و احیاء کا کام کرتے رہیں اور اللہ تعالےٰ کی خاص صفات کے مظہر ہو کر تازہ نشانات اور اللہ تعالےٰ کے زندہ کلام کے ذریعہ مردوں کو زندگی کی نوید سناتے رہیں اور ویسے بھی اس کامل رسول اور اس کامل کتاب کی اتباع کے کرشمے اہل دنیا پر ظاہر ہوتے رہیں۔ اور جس طرح ایک ہوشیار اور محنتی باغبان اپنے باغ کے پودوں کو پانی دے کر ان کی نگہداشت اور حفاظت کا خیال رکھتا ہے۔ اسی طرح دین اسلام کے چمن کو بھی ان فرستادوں کے ذریعہ تائید و نصرت الٰہی کا پانی ملتا رہے۔ سورۂ نور ع ۷ میں اللہ تعالےٰ اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔

یعنے اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ نیک اور اعمال صالحہ بجا لانے والے مسلمانوں میں سلسلہ خلفاء کو اسی طرح قائم رکھے گا جس طرح اس نے ان سے پہلی امتوں میں قائم رکھا اور اللہ تعالےٰ انہی خلفاء کے ذریعہ ان کے دین کو تمکنت اور شوکت اور عظمت عطا کرے گا۔ اور ان کے خوفوں کو امن اور اطمینان سے بدل دے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے یہی وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بنائے گا۔ اور جس طرح اس نے موسوی سلسلہ کی حفاظت کے لئے بنی اسرائیل میں حضرت موسےٰؑ کے بعد پے در پے ایسے انسان بھیجے تھے۔ جنہوں نے موسوی سلسلہ کی خدمت کی۔ اسی طرح امت محمدیہ میں بھی ایسے لوگ مبعوث ہوتے رہیں گے:

مجدّدین کی بعثت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے بھی اس امر کا بطور پیشگوئی ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس امت کی تجدید و احیاء کے لئے ہر صدی کے سر پر کسی نہ کسی ایسے انسان کو مبعوث فرماتا رہے گا جو اسلام کی صحیح تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرتا رہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

(سنن ابوداؤد باب الملاحم)

کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کے اندر ہر صدی کے سر پر کسی ایسے شخص کو مبعوث فرمایا کرے گا۔ جو ان کی دینی غلطیوں کی اصلاح کر کے انہیں نئی زندگی اور قوت اور شوکت عطا کیا کرے گا۔ چنانچہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ امت محمدیہ میں اپنے اس وعدے کے مطابق اور اپنے محبوب کی زبان سے نکلی ہوئی پیشگوئی کی صداقت میں ہر دور میں ایسے لوگوں کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اپنے اپنے وقت اور ماحول کی خرابیوں کو دور کر کے اسلام کو طاقت اور قوت عطا کی۔ اور اسلامی تعلیم کے صحیح پہلوؤں کو پیش کر کے لوگوں کو اس سے ممکن حد تک روشناس کرایا

آخری زمانہ میں امت کی خرابی

اصلاح اور ہدایت کے ان تمام ذرائع کے باوجود الٰہی نوشتوں میں امت محمدیہ پر ایک ایسا زمانہ آنے کی بھی خبر ملتی ہے۔ جس میں اسلام کے خلاف غیر معمولی طور پر فتنوں کا ظہور ہو گا بیرونی اور اندرونی حملوں سے اسلام کی حالت سخت ناگفتہ بہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم اور اسلامی عقائد کا حلیہ بگڑ جائے گا۔ اور وہ دنیا کے سامنے سخت بھدی اور بدنما شکل میں ہوگی۔ مسلمان سخت گمراہ ہو جائینگے دنیا کی ہر خرابی کا وجود ان میں ملے گا۔ یہود کی شباہت اختیار کر لیں گے۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ جائیں گے۔ صلیبی فتنوں اور دجالی فتنوں کا زور ہوگا خود علماء کہلانے والے لوگ ان فتنوں میں شریک ہوں گے۔ حتےٰ کہ ہدایت زمین سے بالکل اٹھ جائیگی

(باقی)

اپنی تسلی کرلیں کہ آپ کا نام فہرست میں شامل ہو گیا ہے

سابقون الاولون کے جن احباب کرام کے انیس سال پورے ادا ہو چکے ہیں۔ ان کا نام اس فہرست میں جو بصورت کتاب شائع ہونے والی ہے لکھا جا رہا ہے۔ ہر مجاہد کو چاہیئے کہ وہ اپنی تسلی کرے کہ اس کا نام اس فہرست میں لکھا گیا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ دفتر میں تشریف لا کر اپنے نام درج کا اندراج دیکھ لیں یا بذریعہ خط وکیل المال تحریک جدید ربوہ سے دریافت فرما کر تسلی کرلیں۔

جن کے ذمہ بقایا ہے جس کی اطلاع بھی دی جا رہی ہے انہیں چاہیئے کہ جلد سے جلد اپنا بقایا ادا کر کے انیس سال پورے کرلیں۔ تا ان کا نام بھی فہرست میں آ جائے۔

(وکیل المال تحریک جدید)

حفظان صحت

تپ دق کیسے لگتی ہے؟

جب سے ... انسان ... کا آغاز ہوا ہے۔ ... غیر منقسم ہندوستان ... میں سینکڑوں لاکھوں ... چکے ہیں۔ از منہ وسطیٰ میں اس ... بیماری ... اور اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں اس نے ان لوگوں کو ستایا جو اپنے فارموں سے اٹھ کر نئے صنعتی شہروں میں آباد ہو رہے تھے۔ انیسویں صدی کے آخر میں امریکہ اور برطانیہ دونوں جگہ زیادہ تر اموات تپ دق سے ہو رہی تھیں۔ اور حالیہ سالوں میں جنگ کے بے گھر لوگوں اور پناہ گزینوں میں سے سینکڑوں اس کی نذر ہو چکے ہیں۔

صدیوں تک تو کسی کو یہی پتہ نہ چلا کہ یہ خوفناک بیماری کیسے پیدا ہوتی ہے۔ اور کیسے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن ۱۸۸۲ء میں ایک جرمن ماہر جراثیم رابرٹ کوچ نے پھیپھڑے کے دانے کو الگ کر کے شناخت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ تپ دق ایک شخص سے اڑ کر دوسرے کو لگتی ہے

توقع کی جا رہی تھی کہ سائنس دان جلد ہی کوئی ایسی دوا تیار کر لیں گے۔ جو تپ دق کے کیڑوں کو مار سکے یا لوگوں کو اس سے محفوظ رکھنے کا اور کوئی طریقہ معلوم کر لیں گے۔ اگرچہ ابھی تک ان میں سے ایک توقع بھی مکمل حد تک پوری نہیں ہوئی ہے۔ لیکن علاج اور روک تھام کے طریقے اس حد تک مزید ترقی پا گئے ہیں کہ دنیا سے اس بیماری کی کم و بیش مکمل طور پر بیخ کنی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔

تپ دق ایسی بیماری ہے جس کے متعلق اکثر لوگوں کو یا تو بالکل پتہ ہی نہیں ہے۔ یا پھر غلط ملط معلومات ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بیماری بڑی آسانی سے ایک شخص سے اڑ کر دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ لیکن اگر یہ بات سمجھ لی جائے کہ یہ بیماری پھیلتی کیسے ہے تو آباد اور بھرے شہروں میں بھی تپ دق سے بچاؤ کیا جا سکتا ہے

بعض اوقات جراثیم جسم کے حصوں مثلاً گردہ۔ ہڈیوں، کھال، آنتوں یا گردن کے غدود پر حملہ کرتے ہیں۔ لیکن عام طور پر وہ پھیپھڑوں میں بیٹھتے ہیں اور انہیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص تپ دق کی زد میں آ گیا ہے۔ تو جتنی جلدی اس کا پتہ چل جائے اتنا ہی اس کے جلد افاقہ پا جانے کے امکانات ہیں۔ لیکن اگر جراثیم کا پتہ نہ چلے اور اتنے عرصہ تک وہ بیٹھے رہیں کہ ان کی تعداد بڑھنے لگے، تو پھر ان سے پھیپھڑوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں افاقہ پانے میں سالوں لگ جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ افاقہ ناممکن ہی ہو جائے۔

یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ تپ دق کا حملہ نوجوانوں اور دبلے پتلے لوگوں پر ہی ہو۔ یہ تو ایسی بیماری ہے کہ اگر جسم میں تپ دق کے کافی جراثیم داخل ہو جائیں تو کوئی شخص بھی امیر ہو یا غریب جوان ہو یا بوڑھا موٹا ہو یا دبلا اس کا شکار ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسے لوگوں پر اس کے اثر کا زیادہ امکان رہتا ہے۔ جس کے جسم میں غذا کی کمی یا صحت کی خرابی کی وجہ سے مدافعت کی قوت کم ہوتی ہے۔

پرانے زمانے میں جب پورے پورے خاندان تپ دق سے اجاڑ ہو جاتے تھے۔ تو لوگوں کو یہ خیال گذرا کہ یہ بیماری خاندان میں چلتی ہے۔ اب اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ ہوتا یوں ہے کہ خاندان کے کسی شخص کو تپ ہو گئی۔ اور دوسروں کو اڑ کر لگ گئی۔

دق زدہ شخص کے پھیپھڑوں سے جراثیم کس طرح اڑ کر تندرست لوگوں کو لگتے ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ عام طریقہ تو یہ ہے کہ چھینک یا کھنکار سے اڑ کر جراثیم لگ جاتے ہیں۔ بوسہ اور پینے کے ایک ہی برتن کے استعمال سے بھی جراثیم دوسروں کو لگ جاتے ہیں یوں گرمی اور روشنی سے تپ دق کے جراثیم ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن نمی میں جسم سے الگ بھی مہینوں زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر خشکی بھی ہو تو بھی یہ جراثیم زندہ رہ سکتے ہیں اگر کبھی انہیں مناسب جگہ نشوونما کے لئے مل جائے۔ تو ان کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگے گی۔

جراثیم جب کسی شخص کے منہ میں یا ناک میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس کے پھیپھڑوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہاں پلنے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جسم اپنی مدافعتی طاقت استعمال کرتا ہے۔ اور حفاظت کرنے والے سفید خون کے خلئے جراثیم سے الجھنے کے لئے متاثرہ حصوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کچھ ٹیوبرکولین کی جلد کی تشخیص کرنے کی دوائی کے اثر سے ہوا ہے۔ اگر کسی شخص پر جراثیم کی یورش ہوتی ہے تو اس کا جسم خون کے ننھے مدافعتی ذرے پیدا کر کے مدافعت کرتا ہے۔ تو ٹیوبرکولین سے جلد کی تشخیص کرنے پر مثبت طور پر اس کا اثر ظاہر ہو گا۔

اتفاق ہو گی کی بہت سی صورتوں میں صحت مند جسم غلبہ پا لیتا ہے بہت سے جراثیم کو ہلاک کر ڈالتا ہے اور باقی زخم کے سخت کھرنڈ کے نیچے دب کر رہ جاتے ہیں۔ اور یوں جسم ان پر غلبہ پا لیتا ہے۔ کھرنڈ کے نیچے دبے ہوئے جراثیم زندہ تو رہتے ہیں لیکن ... ہیں کہ ہل چل نہیں سکتے۔ اور پھیپھڑوں کو ضرر نہیں پہنچا سکتے ہیں اس عمل کی علامات تو شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ آدمی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس پر دق کا حملہ ہوا تھا۔ عام طور پر وہ بیمار نہیں پڑتا ہے۔

بدقسمتی سے بعض لوگوں کا جسم جراثیم پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا یا یہ کہ وہ مستقل طور پر انہیں مقید نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات تندرست آدمی پر اتنے جراثیم کی یورش ہوتی ہے۔ کہ اس کا جسم ان سب کو دفع نہیں کر سکتا۔ جب یہ کچھ ہوتا ہے تو غالب جراثیم تعداد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اس کے پھیپھڑوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اگر بیماری کے آغاز ہی میں اس کا پتہ چل جائے اور مریض کی باقاعدہ طور پر طبی دیکھ بھال کی جائے۔ تو شفا کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔ مرض کے شروع ہی میں پتہ چلانے کا طریقہ یہ ہے کہ سینے کا ایکس رے کرایا جائے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریق

تپ دق کے امکانی خطرے کے معلوم کرنے کا سیدھا سادھا جاری کردہ طریقہ ایکس رے ہے۔ جس میں نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ اتنا خرچ آتا ہے۔ مریض کو ایک جھلملاتے پردے کے سامنے کھڑا کر کے اسکے سینے اور پشت کا فوٹو کھینچا جاتا ہے۔ اور جو تصویر اترتی ہے اس کی مدد سے ڈاکٹر دیکھ سکتا ہے کہ پھیپھڑوں پر کوئی مشکوک قسم کی پرچھائیں تو نظر نہیں آتی جو بیماری کی علامت ہے۔

ڈاکٹر محض ایکس رے کے بل پر یہ فیصلہ نہیں کرتا کہ مریض تپ دق میں بیمار ہے۔ اگر فلم سے سینے کی غیر معمولی کیفیت بھی ظاہر ہو تو تشخیص کی تصدیق سے پہلے دوسرے اور ٹیسٹ ضروری ہوتے ہیں۔ معمولی جلدی ٹیسٹ (ٹیوبرکولین ٹیسٹ) بھی اسی نیت سے کیا جاتا ہے۔ کہ جسم پر جراثیم کی یورش تو نہیں ہوگئی۔ اور لعاب دہن کا معائنہ یہ دیکھنے کی غرض سے کیا جاتا ہے کہ کہیں پھیپھڑوں سے جراثیم پھیل تو نہیں رہے ہیں۔

اگر مرض کا جلد ہی پتہ چل جائے تو پھر اتنا علاج کافی ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کی نگہداشت کے تحت بستر میں آرام کیا جائے۔ اگر مناسب آسانیاں مہیا ہوں۔ تو ڈاکٹر مریض کو تپ دق ہسپتال یا سینی ٹوریم میں داخل ہونے کا مشورہ دے سکتا ہے۔ جہاں وہ آرام کر سکتا ہے۔ اور ماہر ڈاکٹروں اور نرسوں کی خدمات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جس قسم کی غذا کی اسے ضرورت ہے۔ وہ مہیا ہو سکتی ہے۔ اور خاندان والوں اور دوستوں میں بیماری پھیلنے کے خطرے کی روک تھام ہو جاتی ہے۔ بیماری کی روک تھام کے اہم اقدامات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر کو یا محکمہ صحت کے حکام کو تپ دق کے مریض کے تمام جاننے والوں کا التزام سے سالانہ اور اگر ممکن ہو تو تھوڑے عرصہ کے بعد ٹیوبرکولین اور ایکس رے سے معائنہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ یہ اطمینان ہو سکے کہ انہیں بیماری نہیں لگی ہے۔

سٹرپٹومائی سین

۱۹۴۵ء میں یہ پتہ چلنا شروع ہوا ہے۔ کہ تپ دق کے علاج کے لئے ایک نئی اینٹی بائیوٹک سٹرپٹو مائی سین (ANTIBIOTIC STERPTOMYCIN) کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کے نتائج مؤثر ہوں گے اس وقت سے دواؤں کے استعمال میں اور ان کے اثرات کی تحقیق میں شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ سٹرپٹومائی سین اور دوسری دوائیاں اگر لگاتار استعمال کی جائیں۔ تو دق کا ڈاکٹر مدافعتی تدابیر کر لیتا ہے۔ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے نئی نئی دوائیاں، اور دوائیوں کے خاص مرکبات تیار کئے جا رہے ہیں۔ ان دوائیوں میں سے جو بالکل نئی دوائی ہے۔ اور امریکی پبلک ہیلتھ سروس کی رائے کے بموجب اب تک سب سے اطمینان بخش ثابت ہوئی ہے۔ وہ آئی سونیازڈ (Isonia zid) ہے

لیکن اگرچہ دق کے خوفناک مرض کے علاج کے معاملہ میں بڑے معرکے مارے گئے ہیں۔ اسکے باوجود یہی تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس کے خلاف سب سے مؤثر حربہ یہ ہے کہ دیکھ بھال اور روک تھام کا ایک پورا نظام قائم کیا جائے۔

تپ دق کے خلاف لڑنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایسے تمام لوگوں کا پتہ لگایا جائے جو اس میں مبتلا ہیں یا مبتلا رہ چکے ہیں۔ دنیا بھر میں صحت کے افسران ان کا پتہ لگانے میں مصروف ہیں۔ جن لوگوں کو بیماری لگی ہوئی ہے انہیں جلد از جلد طبی امداد پہنچائی جا سکتی ہے۔ اور جن پر ان کا اثر رہ چکا ہو ان کا اطمینان کے لئے معائنہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے یہاں بیماری جگہ تو نہیں پکڑ رہی ہے۔

اگرچہ تپ دق پر ابھی قابو نہیں پایا جا سکا ہے لیکن اس مرض پر غلبہ پانے کے سلسلہ میں انسدادی تدابیر اور علاج کے نئے طریقے بڑے مؤثر ثابت ہو رہے ہیں۔ امریکہ میں تپ دق کے خلاف ۵۰ سال تک لڑی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں تپ دق سے ہونے والی اموات میں ۹۰ فیصدی کی واقع ہو گئی ہے۔

تزکیہ نفس کیلئے ضروری باتیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز قد افلح من تزکی کے ماتحت تفسیر کبیر صفحہ ۳۳۸-۳۳۹ میں فرماتے ہیں۔

"اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ شخص کامیاب ہو گیا۔ جس نے تقدس کا جامہ پہن لیا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خود قدوس ہے۔ اس لئے وہی شخص اس کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ جو تقدیس اور پاکیزگی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ گناہ آلود زندگی بسر کرنے والے خدا تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈالنے والے شیطانی راہوں کو اختیار کرنے والے اور نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے والے دنیا میں بھی ذلیل ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی ذلیل ہوں گے۔ تمام کامیابیوں کی جڑ پاکیزگی اختیار کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اسکو پاوے

احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ رمضان المبارک میں تزکیہ نفس کے لئے کوشش کریں۔ نمازیں پڑھیں اور نمازوں کے لئے تاکید کریں دوسروں کو ... اور ہر قسم کی گندگی سے مجتنب رہیں۔ اور قبل اسکے کہ رمضان المبارک ختم ہو۔ خدا تعالیٰ سے ایک سچا پیوند قائم کرنے کی کوشش فرماویں (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

مجلس عمل کے ارکان اپنے طریق کار کے خطرناک نتائج و عواقب کو پوری طرح جانتے تھے

٦ مارچ کو معاشرہ کے پست عناصر جنگلی جانوروں کی طرح انسانوں کو ہلاک کرنے اور مال و اسباب کو لوٹنے اور جلانے لگے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

تمام متعلقہ فریقوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ٦ مارچ کو جیسی صورت حال تھی۔ اس کے پیش نظر شہری طاقت کو فوج کے ماتحت کر کے معاملات فوج کے سپرد کر دینا ناگزیر ہو چکا تھا۔ شہری حکام جو عام حالات میں امن و قانون اور نظم و ضبط برقرار رکھنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اس وقت بالکل بے بس ہو چکے تھے۔ اور ٦ مارچ کو جو صورت حال ہو گئی تھی۔ اس سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت اور خواہش دونوں کھو چکے تھے۔ نظم و نسق کی مشینری یکسر ناکام رہی تھی۔ اور کوئی شخص ایسا نہیں تھا۔ جو ارتکاب جرائم کو روک کر یا مجرموں کو گرفتار کر کے قانون کے نفاذ کی ذمہ داری لینے کے لئے بے تاب ہو یا کم از کم ایسا کرنے کا خواہش مند ہی ہو۔ انسانوں کے عظیم گروہ جو عام حالات میں سمجھدار ہوشمند شہری ہوا کرتے تھے۔ ہسیٹریا کے مریضوں کی طرح بے قابو ہجوم بن گئے تھے۔ اور ان میں واحد جذبہ یہی تھا۔ کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کر کے آئینی حکام کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں۔ ایسے وقت میں معاشرہ کے پست عناصر اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر جنگلی جانوروں کی طرح محض مشغل کی خاطر یا کسی موہوم دشمن کو نقصان پہنچانے کی غرض سے انسانوں کو ہلاک کرتے ان کا مال اسباب لوٹتے اور قیمتی جائداد کو جلاتے پھرتے تھے وہ ساری مشینری جو معاشرہ کو زندہ و پائندہ رکھتی ہے۔ پرزے پرزے ہو چکی تھی۔ اور پاگل انسانیت کے جوش ٹھکانے لگانے اور بے کس شہریوں کی حفاظت کا بندوبست کرنے کے لئے کسی سخت اقدام کی احتیاج تھی۔ اس طرح فسادات مارشل لاء کے نفاذ کے براہ راست ذمہ دار تھے۔

فسادات کیسے ہوئے؟

لیکن خود فسادات کیسے ہوئے؟ کیا ان کا سبب کوئی اچانک اور غیر متوقع واقعہ تھا۔ یا کیا بعض افراد اور جماعتیں جان بوجھ کر دیر سے ان کی تیاریاں کر رہی تھیں؟ یہاں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ فسادات ان احتجاجوں اور مظاہروں کا نتیجہ تھے۔ جو کراچی میں ۲۷ فروری کی صبح کو اور پنجاب میں ۲۷ کی رات کو اور اس کے بعد مجلس عمل کے ارکان کی گرفتاری کے بعد پنجاب کے مختلف شہروں میں ہونے لگے۔ یہ گرفتاریاں اس وجہ سے عمل میں آئیں۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن کرنے کی جو دھمکی وزیر اعظم کو پہلے دی گئی تھی۔ اس پر ۲۷ فروری کی صبح کو گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی قیام گاہ پر رضاکاروں کے دستے بھیج کر عمل ہونے والا تھا۔ ہم سے اس بات کا یقین کرنے کو کہا جا رہا ہے۔ کہ یہ دستے اپنی منزل مقصود پر پورے نظم و ضبط سے پہنچتے۔ وہ مطالبات کے متعلق حکومت کے موقف پر عوام کے غم و غصہ کا قطعاً اظہار نہ کرتے اور صرف پانچ پانچ کی تعداد میں ایک طرح کی ستیہ گرہ کرتے۔ لیکن جس شخص کو بھی اس صورت حال کا کچھ تجربہ ہو۔ وہ اس خیال کو محض ایک خوش فہمی اور بے اثر دلیل قرار دے کر مسترد کر دے گا۔ گرفتاریاں عمل میں نہ لانے پر کراچی یا کسی دوسری جگہ دستوں کی رفتار کیا ہوتی یا شورش کیا صورت اختیار کرتی۔ اس کا جواب ایسے مواقع پر ہجوم کی نفسیات اور نظم و نسق کی مشکلات کے تجربے کی روشنی میں محض ظن و اندازہ سے نہیں۔ بلکہ دانشمندانہ استنباط اور پیش بینی سے مل سکتا ہے۔ اس پر ۲۷ کی صبح کو کوئی گرفتاری عمل میں نہ بھی آتی۔ تو فسادات ضرور رونما ہوتے۔ البتہ یہ فرق ضرور ہوتا کہ کراچی میں ہی نہیں۔ پنجاب کے اہم شہروں میں بھی جہاں رضاکاروں کے دستے منظم کرنے، راست اقدام کمیٹیاں بنانے اور ڈکٹیٹروں کو نامزد کرنے کی طویل تیاریاں ہو چکی تھیں گرفتاریاں عمل میں لانا تھوڑی دیر کے بعد ضروری ہو جاتا۔ جب ہم ذمہ داری کے مسئلہ پر بحث کرنے لگیں گے۔ تو ہم بتائیں گے۔ کہ جن جماعتوں نے ڈائرکٹ ایکشن کے متعلق سوچا۔ اس کا آغاز کیا۔ اور اس کی منصوبہ بندی کی۔ تو وہ راست اقدام کے قدرتی نتائج سے ناآگاہ نہیں۔ مجلس عمل کے ارکان میں سے ہر شخص احمق نہیں تھا۔ تو اسے اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ جو طریق کار مجلس نے اختیار کیا تھا۔ وہ شہریوں کے جان و مال اور سرکاری مشینری کی بقا کے لئے خطرناک نتائج و عواقب کا حامل ہے۔

درحقیقت وزیر اعظم کو جو نوٹس دیا گیا۔ اس میں ان سے کہا گیا تھا۔ کہ وہ مطالبات منظور کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ تو اپنے عہدہ سے الگ ہو جائیں۔ ڈائرکٹ ایکشن کی دھمکی تو صرف اسی صورت میں تھی۔ جب وزیر اعظم اپنی ہٹ پر قائم رہیں۔ اور ان مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیں۔ اس دھمکی کے بین السطور میں اس منصوبہ کا اعتراف موجود تھا۔ کہ وزیر اعظم مستعفی نہ ہوئے۔ تو ان کی جگہ کسی ایسے شخص کو حکومت کا سربراہ مقرر کیا جائے گا۔ جو یہ مطالبات ماننے پر آمادہ ہو۔ چونکہ خود مطالبات کو ان فسادات کا براہ راست سبب ماننا چاہیئے۔ ان حالات میں یہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ مطالبات کیا تھے۔ وہ کس نوعیت کے تھے۔ اور ان کا باعث کیا تھا؟

مطالبات تین تھے پہلے مطالبہ میں حکومت سے کہا گیا تھا۔ کہ وہ احمدیوں کی قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ دوسرے اور تیسرے مطالبہ میں چودھری ظفر اللہ خان اور دوسرے احمدیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کرنے کو کہا گیا تھا۔ ہمارے سامنے تمام فریقوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ یہ تینوں مطالبات بنیادی طور پر سیاسی نہیں بلکہ مذہبی تھے اس نقطہ نگاہ سے صرف ایک شیعہ عالم حافظ کفایت حسین نے اختلاف کیا ہے۔ جن کا کہنا ہے۔ کہ محض احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ مذہبی تھا باقی دونوں مطالبات سیاسی تھے۔ جماعت اسلامی یا اس کے امیر مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے بھی مطالبات کی بنیادی مذہبی نوعیت سے انکار نہیں کیا۔ ہاں مولانا مودودی نے ان کے کچھ اور سبب بھی گنائے ہیں۔ باقی تمام علماء نے واضح طور پر کہا ہے۔ کہ تینوں مطالبات مذہبی نوعیت کے تھے۔ اور ان میں سے ایک بھی سیاسی نہیں تھا۔ درحقیقت ڈائرکٹ ایکشن میں حصہ لینے والا کوئی بھی شخص ان مطالبات کی سیاسی نوعیت تسلیم کر کے اپنے آپ کو فسادات کا براہ راست ذمہ دار گرداننے سے بچ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے ہر ایک کو ان کی مذہبی نوعیت اس مجبوری کے باعث تسلیم کرنی پڑی۔ کہ کسی دنیوی مقصد کے لئے فسادات کرانے کی ذمہ داری سے وہ اپنا دامن بچا سکے۔ بعض اہم فریق مثلاً احرار اور جماعت اسلامی اور بعض ایسے علماء جو کسی زمانہ میں احرار یا کانگریس میں شامل تھے۔ اور قیام پاکستان سے قبل جن کا مسلک وطن پرستی اور لادینی ریاست کی واضح حمایت اور تقسیم ملک کی مخالفت پر مبنی تھا۔ انہیں تحقیقات کے اس مخمصے سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ جو موقف وہ اب اختیار کر رہے تھے وہ ان کے پہلے بیانات سے غیر مطابق تھا۔ اور اپنی تردید آپ کر رہے تھے۔ کیونکہ اگر مطالبات مذہبی نوعیت کے تھے۔ اور مذہب میں کوئی لچک یا تبدیلی نہیں آ سکتی ہے۔ تو پھر یہ سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے کہ جو نظریات مذہب پر مبنی ہوں۔ وہ وقت اور مقام کے ساتھ کیسے بدل سکتے ہیں؟ لہٰذا یکجہتی کیوں کا پورا احساس رکھنے کی وجہ سے وہ اسی موقف پر قائم رہے جو انہوں نے لوگوں کے سامنے اختیار کیا تھا اور وہ موقف یہ ہے کہ مطالبات ان کے مذہبی عقائد پر مبنی ہیں۔

"متفقہ" مطالبات

مطالبات کے متعلق اس مرحلہ پر ہم ایک اور نکتہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ مطالبات انہی جماعتوں کے نہیں تھے جو لاہور کی آل مسلم پارٹیز کنونشن اور کراچی کی آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن کی قرارداد میں منظور کرنے میں شریک ہوئیں۔ بلکہ اسلام کے تمام مذہبی فرقوں کے متفقہ مطالبات تھے۔ ہمارے سامنے یہ نہیں کیا گیا کہ مختلف مذہبی گروہوں یا تنظیموں نے جن میں سے بعض کا اپنا آئین بھی ہے اس معاملہ پر آزادانہ بحث کر کے اپنے آئین کے مطابق اس کے بارے میں قراردادیں منظور کی ہیں واقعہ یہ ہے۔ کہ ہر مذہبی گروہ کے کسی رکن یا ارکان کو خواہ وہ اس کے عہدیدار ہوں یا نہ ہوں۔ کنونشن میں اس گروہ کی نمائندگی کے لئے چن لیا گیا جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تمام گروہوں کے متفقہ مطالبات تھے تو یہ دعویٰ صرف اسی حد تک درست ہے کہ ملک کے سب سے اہم مذہبی گروہوں کے کسی رکن یا بعض ارکان نے مطالبات کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس لئے ان مطالبات کو صرف اسی معنی میں تمام اسلامی فرقوں کے متفقہ مطالبات کہا جا سکتا ہے۔

جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ مطالبات متفقہ تھے اور ان کی نوعیت مذہبی تھی۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اسلام کے تمام فرقوں کے نزدیک وہ دینی مفروضات یا عقائد سے واضح طور پر مستنبط کئے گئے ہیں۔ تقریباً ان تمام علماء نے جن سے اس باب میں استفسار کیا گیا تھا یہ بیان کیا ہے۔ کہ یہ مطالبات ایک ایسے مذہبی اور سیاسی نظام کے اختراع سے جسے اسلام کا نام دیا جاتا ہے۔ اور قرارداد مقاصد سے جو پاکستان کی مجلس دستور ساز میں ۱۲ مارچ

اکثر علماء نے مطالبات کو اس لیے مذہبی رنگ دے دیا۔ تاکہ دنیوی مقصد کیلئے فسادات کرانے کی ذمہ داری سے اپنا دامن بچا سکیں

... مستنبط ہیں۔ یہ بات ... کہ پاکستان کے مطالبہ اور ... کہ ریاست کا سیاسی نظام ... پر مبنی ہو۔ یہ مطالبہ پورا ... بنیادی قرارداد مقاصد میں تسلیم کر لیا گیا۔ ... پاکستان کے شہریوں اور علماء کے ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ مذہبی بنیادوں پر جو مطالبہ بھی پیش کیا جائے۔ اسے نہ صرف منظور کیا جائیگا۔ بلکہ وہ افراد جو اس ریاست میں برسراقتدار ہیں اور جو گذشتہ کئی سال سے یہ چلا چلا کر اپنا حلق خشک کر رہے ہیں۔ کہ وہ ایسی اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے سیاسی۔ معاشی اور اخلاقی ادارے اسلامی نمونے کے ہوں گے۔ وہ اس مطالبے کا خیر مقدم کریں گے۔ کہا گیا ہے۔ کہ اس مقصد کے حصول کو اعلانیہ اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے دیا گیا تھا۔ اس وجہ سے مطالبات منظور کرانے کے لئے صرف یہ کافی تھا۔ کہ علماء دینی استدلال سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ احمدی ایک علیحدہ گروہ ہیں۔ یہ گروہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اسے ملک کے عام معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ معاملات کا انتظام اسلامی قوانین ہی کے مطابق ہو سکتا ہے۔

مانگا ہوا تصور

مطالبات کی حقیقی نوعیت کو سمجھنے کے لئے یہاں یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ جب اسلام کو ایک نظام قرار دیا جاتا ہے۔ جس میں مذہب اور سیاست کو سمو دیا گیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عقائد، ارکان، اخلاقیات اور عالمی اداروں کے علاوہ اس کا ایک ثقافتی پہلو بھی ہے۔ جو مخصوص سیاسی اداروں اور قانون اور معاشرتی روایات پر مشتمل ہے۔ اسلام کا یہ تصور ایک طرف یورپی اصطلاحات سے ماخوذ لیا ہوا ہے۔ دوسری طرف دار الاسلام کے نظریئے پر مبنی ہے۔ دار الاسلام سے ایسا ملک مراد ہے۔ جس کا زندگی کے متعلق مخصوص نقطہ نگاہ ہو۔ جو اپنے تمام اداروں کو وحی کی بنیاد پر قائم کرے۔ اور وحی کے ذریعہ سے جو نصب العین بتایا گیا ہے اس کے حصول کے لئے تمام تر سرگرمیاں وقف کر دے۔ اس کے لئے یہ پوری طرح جاننا ضروری ہے۔ کہ جب اسلامی ریاست کا مطالبہ پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس سے کیا مراد ہوتی ہے؟

اب ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ کہ مطالبات کے مذہب پر مبنی ہونے کا دعویٰ کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس غرض کے لئے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ احمدیوں اور مسلمانوں کے اختلاف عقائد کی صحیح نوعیت سمجھی جائے۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جس ... مذہبی اور سیاسی نظام کو اسلام کہا جاتا ہے۔ اس کا اور اس اسلامی ریاست کا واضح تصور ذہن میں لایا جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ مطالبات بتائے جاتے ہیں۔

رپورٹ کا باب اول

اس تنازعہ کو جو فسادات ... منتج ہوا۔ سرکاری کاغذات میں "احراری احمدیہ تنازعہ" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ تنازعہ تقسیم سے بہت پہلے سے موجود ہے۔ لیکن گروہ پارٹیوں نے ہمارے سامنے اس نام پر نہ صرف اعتراض کیا ہے۔ بلکہ اسے ناپسند بھی کیا ہے۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے۔ کہ احمدیوں کے ساتھ اختلافات احرار ہی تک محدود نہیں۔ بلکہ وہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں مشترک ہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کے پیروؤں کے لئے لفظ "احمدی" کے استعمال کی بھی اس بناء پر مخالفت کی گئی ہے۔ کہ تمام مسلمان خود رسول اکرم ؐ کے پیرو ہونے کی وجہ سے احمدی ہیں۔ کیونکہ حضورؐ کا دوسرا نام احمد تھا۔ اور یہ کہ مرزا غلام احمد کے ماننے والوں نے اس نام کو غلط طریق پر اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ ہم نے عام مسلمانوں (جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے) اور ان لوگوں میں جو مرزا غلام احمد کو مانتے ہیں۔ فرق کرنے کے لئے اول الذکر کے واسطے "مسلمان" کا لفظ اور موخر الذکر کے لئے جو مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں "احمدی" "قادیانی" یا "مرزائی" کا لفظ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

احمدی

حصہ چہارم میں ہم نے زیادہ تفصیل سے قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان نظریاتی اور سماجی اختلافات کا ذکر کیا ہے۔ یہاں ہم صرف احمدی تحریک کا مختصر حال بیان کرتے ہیں۔ جو مرزا غلام احمد صاحب نے قائم کی۔ مرزا غلام احمد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے بیٹے تھے۔ جو سکھ دربار میں جرنیل تھے۔

مرزا غلام احمد صاحب ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے جو پورے طور پر ان کے خاندان کی ملکیت تھا۔ اپنے گھر میں عربی اور فارسی زبانیں سیکھیں۔ غالباً انہوں نے کوئی مغربی تعلیم حاصل نہیں کی۔ ۱۸۶۴ء میں آپ کو ڈسٹرکٹ کورٹ سیالکوٹ میں ملازمت ملی۔ جہاں آپ نے چار سال تک ملازمت کی۔ والد کی وفات کے بعد آپ مذہبی علوم کے مطالعہ میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اور ۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۴ء کے درمیان اپنی مشہور کتاب "براہین احمدیہ" چار جلدوں میں لکھی۔ بعد میں آپ نے اور کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ اس زمانے میں بہت زیادہ مذہبی تنازعے تھے۔ اور اسلام

احرار نے قائد اعظم کے آزاد خیالات اور مذہبی امور میں فراخ دلی کا کمینگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں کافر کہا

پر نہ صرف عیسائی مشنریوں بلکہ آریہ سماجیوں کی طرف سے بھی حملے ہو رہے تھے۔ آریہ سماج ہندوؤں کی ایک آزاد خیال تحریک تھی جو بہت ہردلعزیز ہو رہی تھی۔

مارچ ۱۸۸۲ء میں مرزا غلام احمد صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ انہیں اس مضمون کا الہام ہوا ہے کہ خدا نے انہیں خاص مشن کے لئے مقرر کیا ہے۔ یعنی یہ کہ دوسرے الفاظ میں وہ مامور من اللہ ہیں ۱۸۸۸ء میں دوبارہ ایک الہام کے ماتحت انہوں نے اپنے پیروؤں سے بیعت طلب کی ۱۸۹۰ء کے آخر میں مرزا صاحب کو یہ الہام ہوا کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے نہ ہی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ بلکہ ان کے پیروؤں نے موت کی حالت میں انہیں صلیب پر سے اتار لیا۔ اور ان کے زخموں کا علاج کیا۔ وہ صحت یاب ہو کر کشمیر چلے گئے۔ جہاں انہیں طبعی موت نصیب ہوئی۔ یہ عقیدہ کہ وہ قیامت کے قریب بجسدہ العنصری ظاہر ہوں گے غلط ہے۔ اور ان کے دوبارہ ظہور کے متعلق وعدہ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم کی امت میں ایک اور آدمی ظاہر ہو گا۔ جو عیسےٰ ابن مریم کی خوبیوں کا حامل ہو گا اور یہ کہ مرزا صاحب کی ذات میں اس وعدے کو پورا کر دیا گیا ہے۔ جو مثیل عیسےٰ ہیں۔ اور اس لحاظ سے مسیح موعود ہیں۔

اس عقیدہ کی اشاعت سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے عام عقیدہ کے خلاف تھا۔ جو یہ تھا کہ عیسےٰ ابن مریم آسمان سے اسی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ مسلمان علماء نے اس کی زبردست مخالفت کی۔ بعد میں مرزا صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود ہیں۔ ایسے مہدی نہیں کہ جو قتل و غارت کا بازار گرم کرے۔ بلکہ وہ ایسے مہدی ہیں کہ جو دلیل کے ساتھ اپنے مخالفوں پر غالب آئے گا۔ اس نئے دعوے سے مرزا صاحب کی مخالفت اور بڑھ گئی اور علماء نے ان پر کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیئے ۱۹۰۰ء میں مرزا صاحب نے ایک اور عقیدہ بیان کیا کہ اب جہاد بالسیف نہیں ہو گا۔ بلکہ جہاد صرف دلیل کے ساتھ مخالف کو منوانے تک محدود رہے گا ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب نے ظلی نبی کا دعویٰ کیا۔ اور ایک اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں ختم نبوت کے عقیدہ کی یہ توضیح کی کہ رسول اکرم کی وفات کے بعد کسی نئی شریعت کے بغیر کسی نبی کی آمد ختم نبوت کے عقیدہ کے منافی نہیں ہے۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے مرزا صاحب نے مثیل کرشن ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ ۱۹۰۱ء میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی اور مرزا صاحب کی اپنی درخواست پر اس سال کی مردم شماری میں اسے مسلمانوں کا ایک الگ فرقہ دکھایا گیا کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے اراکین کی موجودہ تعداد دو لاکھ کے قریب ہے۔ احمدی ہندوستان۔ یورپ امریکہ اور دوسرے ممالک میں بھی موجود ہیں۔

جماعت میں اختلاف

مرزا صاحب کی اپنی زندگی میں نئی تحریک کو کافی حد تک تائید و حمایت حاصل ہوئی۔ جس میں کئی بااثر لوگ بھی شامل تھے ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب کی وفات کے بعد مولوی نور الدین صاحب جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ نور الدین صاحب کی وفات پر مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود احمد جو احمدیہ فرقہ کے موجودہ سربراہ ہیں دوسرے خلیفہ مقرر ہوئے۔ اس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی کی قیادت میں جماعت کے ایک طبقہ نے الگ ہو کر دوسری جماعت لاہوری پارٹی قائم کر لی۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ جہاں قادیانی مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ لاہوری پارٹی انہیں یہ درجہ نہیں دیتی اور انہیں صرف مجدد اور محدث مانتی ہے۔ الگ ہونے والوں نے ایک جماعت لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم کی۔ دونوں جماعتیں باہر کے ممالک میں وسیع پیمانے پر تبلیغی کام کر رہی ہیں۔

احرار

احرار قوم پرست مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو کانگرس سے الگ ہوئی اور ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں منعقدہ ایک جلسہ میں مجلس احرار اسلام قائم کی گئی ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر کے سلسلہ میں پہلی مرتبہ وہ عوام کی نظر میں آئے جب کہ اس سال ۲۰ اکتوبر کو مسٹر مظہر علی اظہر کی قیادت میں مضبوط اور دس ہزار ایک سو رضا کاروں کا ایک جتھہ سیالکوٹ سے مارچ کرتا ہوا جموں کے علاقہ میں داخل ہوا۔ پنجاب میں تحریک کشمیر دراصل کشمیری مسلمانوں کے لئے ہمدردی کا قدرتی مظاہرہ تھی۔ جن پر ڈوگرہ دربار ہر طرح کا ظلم کر رہا تھا۔ کشمیری مسلمانوں کی شکایات ریاست کی طرف سے کئی مساجد قبرستانوں اور مسلمانوں کی مقدس جگہوں پر غاصبانہ قبضہ ا سرکاری ملازمتوں سے مسلمانوں کا اخراج ا مذہبی رسومات کی ادائیگی پر پابندیوں اور ایسی مقننہ کا عدم وجود تھا۔ جہاں مسلمان ریاست میں اپنی آبادی کے لحاظ سے اپنی نمائندگی حاصل کر سکیں۔ اخبارات میں اپنی ان شکایتوں کے سلسلے میں تحریک ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو سری نگر میں فرقہ وارانہ فسادات میں منتج ہوئی۔ ان فسادات سے پیدا شدہ صورت حال کے باب میں تحریک کی قیادت سنبھالنے کی کوشش مجلس احرار اور ایک جماعت آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے کی یہ جماعت ۲۶ جولائی ۱۹۳۱ء کو بنائی گئی تھی۔ اور اس میں ڈاکٹر سر محمد اقبال، نواب سر ذو الفقار علی خان، خواجہ حسن نظامی، نواب ابراہیم خان، مرزا بشیر الدین محمود احمد موجودہ امیر جماعت احمدیہ اور عبد الرحیم درد جو سیکرٹری تھے۔ احرار اور احمدیوں کے درمیان بعد میں جو تنازعہ پیدا ہوا وہ اس وجہ سے تھا۔ کہ تحریک کشمیر کے دوران میں یہ مخالف کیمپوں میں تھے۔ احرار نے ۱۴ اگست کو یوم کشمیر منانے کا فیصلہ کیا۔ اور دوسرے دن سرکاری طور پر اعلان کیا گیا۔ کہ انہوں نے کشمیر میں اپنے ہم مذہب بھائیوں کی طرف سے تحریک کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔

جیسے کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ۳۰ اکتوبر کو مظہر علی اظہر سو رضا کاروں کے ساتھ ریاست جموں میں داخل ہوئے۔ اس ڈرامائی کارروائی سے احرار فوراً عوام کی نظروں میں آ گئے۔ اگرچہ احرار نے کانگرس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ مگر وہ اس جماعت کے ساتھ تقسیم ملک تک بازپرس کرتے رہے۔ مجلس احرار کی مجلس عاملہ نے ۳ مارچ ۱۹۴۵ء کو اپنے اجلاس دہلی میں جو قرارداد میں منظور کیں۔ ان میں پاکستان پلان کی مخالفت کی گئی تھی۔ اور احرار رہنماؤں کی چند تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان کہا گیا۔ ۲۹ نومبر ۱۹۴۵ء میں ایک اخباری بیان میں مولانا داؤد غزنوی نے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ احرار کانگرس میں مدغم ہو جائیں گے صوبائی احرار کانفرنس میں جو گوجرانوالہ میں ۱۶ سے ۲۹ مارچ ۱۹۴۵ء تک منعقد ہوئی جو قرارداد منظور کی گئی۔ اور بعد میں اسی سال سہارنپور میں جو قرارداد منظور ہوئی۔ اس میں احراریوں نے مجوزہ تقسیم کی مخالفت کی۔ اور کہا یہ ملک کو ٹکڑے کر دینے کے مترادف ہے۔ ہر اہم تقریر میں الذ کے ہر لیڈر نے مسلم لیگ اور اس کی قیادت پر نکتہ چینی کی۔ اس میں قائد اعظم بھی شامل تھے۔ جن کے لئے ان کے دل میں احترام نہیں تھا۔ حالانکہ قائد اعظم ان دنوں میں مسلم قوم کے واحد اور مسلم راہنما تسلیم کئے جاتے تھے۔ احرار نے ان کے آزاد خیالات اور مذہبی امور میں فراخدلی کا کمینگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں کافر کہا۔ اس شعر کے مصنف سے

ایک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

مولانا مظہر علی اظہر بیان کئے جاتے ہیں جو احرار تنظیم میں مقتدر شخصیت کے مالک ہیں۔ اور انہوں نے ہار سامنے پر کہنے کا حوصلہ کیا۔ مگر اب بھی انکا یہی نقطہ نظر ہے

ضروری اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۵ تاریخ سے جن شہروں میں روزنامہ الفضل ایجنٹ کے ذریعہ تقسیم نہ ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکے ایجنٹ نے ایجنسی کا بل ادا نہیں کیا۔ لہٰذا احباب مطلع رہیں (مینیجر)